ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ

۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء

مسلسل

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

جگہ سے مت اٹھاؤ

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْہِ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: اور حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہتے ہیں۔ فرمایا حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم نے ایک آدمی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر کھڑا نہ کرے کہ پھر خود وہاں بیٹھ جائے۔ لیکن گنجائش دے دیا کرو اور وسعت کیا کرو

راوی

نام عبداللہ بن عمر حضرت امیرالمومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ثانی کے صاحبزادے ہیں۔ بچپن میں ہی اپنے والد صاحب کے ساتھ اسلام لائے۔ غزوۂ بدر و اُحد میں کم عمری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ غزوۂ خندق اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ اخیر تک ایک ہزار غلام آزاد کئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے بہت تلاش کرنے والے اور بہت اتباع کرنے والے تھے۔ میمون بن مہران کا قول ہے کہ مَیں نے ان سے زیادہ صاحبِ ورع کوئی نہیں دیکھا۔ نزولِ وحی سے ایک سال پہلے ولادت ہوئی اور ۷۳ھ میں وفات پائی۔ چوراسی سال عمر ہوئی ذی طویٰ میں دفن ہوئے۔ امام شافعیؒ کے فقہ کی بنیاد زیادہ تر آپ کی روایات پر ہے۔

حل الفاظ

لَا یُقِیْمُ گو مضارع منفی کا صیغہ ہے مگر نہی کے معنے میں ہے اور اس کو بلیغ قرار دیا گیا ہے کہ نفی بمعنی نہی استعمال ہو اور مسلم کی حدیث میں لا یقیمن تاکیدی نہی کا صیغہ ہے۔ وہ دلیل ہے اس کی کہ یہ نفی بمعنی نہی ہے۔

تَفَسَّحُوْا فسحۃ سے ہے گنجائش تو معنے گنجائش دینے یعنی اتنی جگہ دینے کے ہیں جس میں وہ سما سکے۔

تَوَسَّعُوْا وسعت وکشادگی والا ہو جانا دونوں فعلوں کے بعد ان کا صلہ مقدر ہے۔

لَہٗ یعنی اس کے لئے گنجائش دے دیا کرو۔ اور کشادگی والے ہو جاؤ۔

تشریح

اس حدیث میں آنے اور بیٹھنے والے دونوں کو ہدایات عطا فرمائی ہیں۔ آنے والے کو یہ حکم فرمایا کہ وہ بیٹھے ہوئے کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے۔ لیکن یہ حکم ان جگہوں کے لئے ہے جو سب کے لئے مباح ہوتی ہے جیسے مسجد میں، جلسہ میں، ریل میں، مسافرخانہ میں، بازار کی بیٹھک یا نمائش اور ایسی جگہوں میں جہاں ہر شخص کو بیٹھنے کا حق ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ ان مباح مقامات پر جو سب سے پہلے پہنچ گیا اس کا حق قائم ہو گیا۔ دوسرے کے لئے درست نہیں کہ اس کو ہٹا کر خود بیٹھ جائے۔ ہاں خود کوئی ایثار کر دے تو وہ دوسری بات ہے لیکن مسلم شریف میں حدیث ہے مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْہِ فَھُوَ حَقٌّ بِہٖ۔ (جو شخص اپنی جگہ سے اٹھا تھا پھر لوٹ آیا تو وہی اس جگہ کا حقدار ہے) یعنی اس کو حق ہے کہ دوسرے کو جو اس جگہ آ کر بیٹھ گیا ہے اٹھا کر خود بیٹھ جائے۔ لیکن فقہائے امّت نے اس اٹھنے کو عارضی اٹھنے پر محمول کیا ہے اور اس کے لئے علامت قرار دی ہے کہ وہ اپنی جگہ کوئی نشانی رکھ جائے بعض لوگ پہلے سے نشانی رکھ دیتے ہیں اس سے کچھ نہ ہو گا۔ بیٹھنے کے بعد عارضی جانے پر نشانی واپسی کی علامت ہو گی۔ اور مسلمؒ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ وَمَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِہٖ وَلَمْ یَرْجِعْ فَلَا حَقَّ لَہٗ (جو اپنی جگہ سے اُٹھ جائے اور نہ لوٹے اس کا کوئی حق نہیں) گو شوافع کے نزدیک نشانی کی ضرورت نہیں ہے۔

دوسرا حکم پہلے بیٹھنے والوں کے لئے ہے کہ ان کو ایثار کرنا اور آنے والے کو جگہ دینا چاہئے۔ قرآن شریف میں بھی ہے وَاِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ (اور جب تم سے کہا جائے کہ گنجائش دے تو گنجائش دے دیا کرو۔ اللہ تعالےٰ (قیامت میں) تم کو گنجائش دیں گے۔

اٹھانا آنے والے کے غرور و کبر اور دوسرے کی تحقیر پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے اس کو اس سے روکا گیا ہے ــ اور گنجائش دینا عاجزی و تواضع اور ہمدردی پیدا کرتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو اس کا حکم عطا ہوا ہے۔

فضیلت جہاد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"اور ان مشرکین سے سب سے لڑو جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔ اور یہ جان لو کہ بے شک اللہ تعالےٰ متّقین کا ساتھی ہے"۔ (توبہ، پ۱۰)

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:۔

"جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعًا) گراں معلوم ہوتا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خیر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں باعث خرابی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔

(بقرہ۔ پارہ ۲)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"نکل پڑو (خواہ) تھوڑے سامان سے (ہو) اور (خواہ) زیادہ سامان سے (ہو) اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو۔ (توبہ پارہ ۱۰)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ کے راستہ (جہاد) میں اصبح یا شام گذارنی دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۸ر اکتوبر ۱۹۶۵ء | شمارہ ۲۱

وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی

ترجمہ: اور تم سے یہود اور نصاریٰ ہرگز راضی نہ ہوں گے۔ جب تک

حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط

سورۂ البقرہ

کہ تم ان کے دین کی پیروی نہیں کرو گے۔

تکیہ بر امریکہ کردن ابلہی است کز مروت چشم گردانش تہی است (اقبال)

(غازی خدا بخش)

●●●●●●●●●●●●●

واقعی کلام الٰہی لاریب ہے۔ اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ آج بھی یہودی ہوں یا عیسائی جب تک آپ اپنا دین چھوڑ کر ان کی خواہشات کو پورا نہ کر دکھائیں گے وہ آپ سے کبھی راضی نہیں ہو سکتے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس بات کو خوب سمجھا اور اپنی آخری تصنیف کی بیاض میں یہ شعر درج فرما دیا ؎

تکیہ بر انگلیس کردن ابلہی است
کز مروت چشم گردانش تہی است

وہ تصنیف "پس چہ باید کرد اے اقوام شرق مع مسافر" ہے۔ یہ بیاض جناب محمد شریف لدھیانوی خوشنویس کے ہاں کتابت کے لئے پڑی تھی ہم نے اس کی ورق گردانی کی اور اس شعر کو دیکھا لکھا تو گیا ہے لیکن مصلحت بیں دوستوں نے اسے کاٹ دیا ہے ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کیسا اچھا نکتہ ہے جسے حک کر دیا گیا ہے۔ خیر کتاب اس شعر کے بغیر چھپ گئی لیکن گورداسپور میں مسلمانوں کی اکثریت کے باوجود پٹھانکوٹ کی راہ بھارت کے حوالے کر دینے پر بے انصافی کی یہ خلش اب تک مسلمانوں کے سینے میں پنہاں ہے یہ راستہ سیدھا سری نگر کو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمارے شامل حال رہی تو مجاہدینِ اسلام اس راہ کو لے کر دم لیں گے۔ اب ڈاکٹر مرحوم کے شعر کا مطلب سمجھئے۔ کہ انگریز پر بھروسہ کرنا بے وقوفی ہے کیونکہ اس کے لارڈ کی آنکھ نیکی سے خالی ہے۔

بے شک ہمارے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو بار بار اقوام متحدہ کی کونسل میں انہیں کشمیر کی وجہ مخاصمت کی طرف توجہ دلا رہے ہیں لیکن شاستری وغیرہ کی ایک ہی رٹ لگا رہے ہیں کہ یہ ہماری دکھتی رگ ہے اس پر ہاتھ نہ ڈالیں۔ ادھر آزاد کشمیر کے آنریبل صدر خان عبدالحمید خاں صاحب نے صدرِ پاکستان محمد ایوب خاں صاحب سے راولپنڈی پہنچ کر برملا کہہ دیا ہے۔ کہ جب تک بھارت کشمیر سے اپنی فوجیں نکال کر ہمیں حق خود ارادیت نہیں دیگا ہمارا جہادِ اسلامی جاری رہے گا —— سردار عبدالقیوم اور دیگر زعماءِ کشمیر ان کی تائید میں ہم نوا ہیں۔ ہمارے وزیر خارجہ نے درست فرمایا کہ بھارت پاکستان پر حملہ آور ہوا ہے اگر کشمیر کا تصفیہ ہوئے بغیر صلح کی کوشش کی گئی تو بھارت کے ہر حملے کا منہ توڑ جواب ایک ہزار سال تک دیا جاتا رہے گا۔ ہم اللہ تعالےٰ سے دعا مانگتے رہیں گے ؎

سر کفر توڑنا ہے ہمیں اے خدا عطا کر
کسی غزنوی کے بازو کسی غزنوی کی باہیں

اللہ تعالیٰ کا ہزار بار شکر ہے کہ اس کی نصرت ہر محاذ پر ہمارے شامل حال رہی۔ ہم حق پر ہیں اسی طرح خدا کی مدد آتی رہے گی ؎

یہ غلط کہ کام آئے تیری عقل مصلحت بیں
کہ حنین و بدر و خندق ہیں جنوں کی جلوہ گاہیں

ہمارے مجاہدین کسی محاذ پر بھی موت سے خائف نہیں ہیں۔ الحمد للہ۔ برّی، بحری اور ہوائی فوجیں شہادت کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ فتح و نصرت ان کے قدم ہر جگہ چوم رہی ہے۔ وہ سورۃ الانفال میں قانونِ جنگ کی دفعہ نہم بھی خوب ازبر کئے ہوئے ہیں " اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ واقعی ان میں کُلّی اتحاد و اتفاق ہے اور پورے طور پر صبر سے کام لے رہے ہیں۔ خدا و رسولؐ کے ارشاد پر ان کا پورا پورا دھیان ہے۔ عوام کی فلاح و بہبود بس اسی میں ہے کہ وہ افواجِ قاہرہ کی ہر طرح امداد کو جاری و ساری رکھیں، تاکہ وفادارانِ الٰہی، تمام مجاہدینِ اسلام ہر وقت اعدائے اسلام کی قوت کو پاش پاش کرنے کے لئے فوجی قوت سے لیس رہیں علاوہ ازیں وہ شہری اور دیہاتی مسلمان جو بھارتی حملے کی وجہ سے بے گھر ہو چکے ہیں اور اس وقت بے سروسامان ہیں تمام مسلمان بھائیوں کو ان کی اس کس مپرسی کی حالت میں کس طرح مدد کرنی چاہئے

آخر میں ہم اپنے حکمران طبقہ کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں کہ صاحب صدر اور وزیر خارجہ اپنے مافی الضمیر کو خوب واضح فرما رہے ہیں کہ کشمیر کا مسئلہ جب تک حل نہ ہوگا امن قائم ہونا ناممکن ہے۔ شیخ سعدیؒ نے تو درست فرمایا کہ ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

شعر کا مطلب واضح ہے کہ حقیقی دوست وہ ہے جو مصیبت میں دوست

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

جہاد کی اہمیت

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم ؛-

مرتبہ : خالد سلیم

اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ ہماری تھوڑی سی فوج نے کفّارِ ہند کی بے انتہا فوج کا منہ توڑ جواب دیا ہے ہمارے دشمن کے پاس وسائل، دولت اور فوج کی کمی نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی کامیابی و نصرت نے پاکستانی فوجوں کے قدم چومے یہ سب اللہ تعالےٰ کا خاص فضل اور مہربانی ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ تقسیم ہند و پاکستان کے بعد تقریباً سب علماء نے مسئلہ جہاد کو ترک کر دیا ہے۔ اور حکومت بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتی۔ حالانکہ جہاد کی تعلیم مسلمانوں کے لئے اشد ضروری ہے۔ کفّار و مشرکین دنیا میں فساد پھیلاتے ہیں۔ لیکن اسلام صلح صفائی چاہتا ہے۔ وہ دنیا میں امن و امان چاہتا ہے ـــ مسلمان اسی امن و امان اور صلح صفائی کے لئے کفار و مشرکین سے لڑتا ہے۔ چونکہ شرک و کفر قیامت تک رہے گا اس لئے جہاد بھی قیامت تک باقی رہے گا۔ جہاد مسلمانوں میں جوش و ولولہ پیدا کرتا ہے۔ اس کے دوسری طرف جہاد کے نام سے کافروں مشرکوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں جنگ بدر میں تھوڑے سے مسلمانوں نے کثیر تعداد کفار کو زبردست شکست دی۔

آج اس گئے گذرے دور میں اللہ تعالےٰ کی خصوصی رحمتیں اور برکتیں پاکستانی فوجوں پر نازل ہوتی نظر آئیں۔ ہر محاذ پر ہماری تھوڑی سی فوج نے کفار ہند کی کئی گنا زیادہ مسلّح فوج کو زبردست شکست دی۔ اور ہندوالوں کی خوب گت بنی۔

آج ملک کا ہر فرد خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ غریب سے لے کر امیر تک وزراء اور صدر صاحب کو یقین ہو گیا ہے کہ فتح اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہی ہوئی ہے۔ آج کل سب کو خدا یاد آ رہا ہے۔ ریڈیو نے فلمی گانوں کی بجائے ملّی ترانے نشر کرنے شروع کر دئے ہیں، تاریخ اسلام سے اقتباسات سنائے جا رہے ہیں، اسلام و جہاد کے موضوع پر تقریریں ہو رہی ہیں ـــ اور جگہ جگہ اللہ تعالےٰ سے امداد کی دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ ساری قوم شکرانے کے نوافل ادا کر رہی ہے۔

حضرات! اگر قوم پہلے سے جہاد کے لئے تیار ہوتی۔ ہم نے پہلے سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ رشتہ مضبوط کیا ہوتا، فحش و اخلاق سوز گانوں کو بند کیا ہوتا، تو میں یقین سے کہتا ہوں۔ کہ جتنا اب ہمیں نقصان ہوا ہے اتنا بھی نہ ہوتا۔ اور ہم اس سے بھی آسانی سے کفار کو شکست فاش دے سکتے اور اللہ تعالیٰ کی اس سے زیادہ رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ـــ ارشاد باری تعالےٰ ہے :-

يَآاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ط اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ط وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ٥ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ط فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ج وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ٥

(پ ۱۰ - سورۃ الانفال - رکوع ۹)

ترجمہ: اے نبیؐ! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو پر غالب آئیں گے۔ اور اگر تم میں سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آئیں اس لئے کہ وہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ اب اللہ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ تم میں کس قدر کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے۔ اور اگر ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی کہ تھوڑے بھی ہوں تو جی نہ چھوڑیں۔ خدا کی رحمت سے دس گنے دشمنوں پر غالب آئیں گے سبب یہ ہے کہ مسلمان کی لڑائی محض خدا کے لئے ہے۔ وہ خدا کو اور اس کی مرضی کو پہچان کر اور یہ سمجھ کر میدانِ جنگ میں قدم رکھتا ہے کہ خدا کے راستے میں مرنا اصلی زندگی ہے۔ اس کو یقین ہے کہ میری تمام قربانیوں کا ثمرہ آخرت میں ضرور ملنے والا ہے خواہ میں غالب ہوں یا مغلوب اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جو تکلیف میں اٹھاتا ہوں وہ فی الحقیقت مجھ کو دائمی خوشی اور ابدی مسرّت سے ہمکنار کرنے والی ہے۔ مسلمان جب یہ سمجھ کر جنگ کرتا ہے تو تائید ایزدی مددگار ہوتی ہے اور موت سے وحشت نہیں رہتی اسی لئے پوری دلیری اور بے جگری سے لڑتا ہے جیسے ہمارے بہادر نوجوان فوجی موجودہ جنگ میں لڑے ہیں۔ اپنی جان تک کی پروا نہیں کی۔ اور نہایت دلیری سے دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

کافر چونکہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے محض حقیر اور فانی اغراض کے لئے بہائم کی طرح لڑتا ہے اور قوت قلبی اور امداد غیبی سے محروم رہتا ہے ـــ اس کے برعکس مومنین کو بشارت کے رنگ میں حکم دیا گیا۔ کہ مومنین کو اپنے سے دس گنا دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدمی سے لڑنا چاہیئے۔ اگر مسلمان بیس ہوں تو دو سو کے مقابلہ سے نہ ہٹیں اور سو ہوں

۵ رجمادی الثانی ۱۳۸۵ھ بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۶۵ء

اللہ کی راہ میں جہاد

اُس وقت تک جاری رکھو جب تک کہ فتنہ وفساد کی جڑ ختم نہ ہوجائے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد:
فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:-

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝

(البقرہ - آیت ۱۹۰)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں اُن سے لڑو جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو- بے شک اللہ تعالےٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا-

حاشیہ شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز

عام طور پر یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ جو لڑنے کے لئے آئے اس سے لڑو اور جو لڑنے کے لئے نہ آئے تو خودبخود لڑنے کے لئے نہ جاؤ- عقلی طور پر یہ بات مسلّم ہے کہ جو قوم حملہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو وہ غالب نہیں ہو سکتی- اگر خدا تعالےٰ کو مسلمانوں کا محفوظ رکھنا منظور ہے تو یہ تعلیم ہو ہی نہیں سکتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم لڑنے کے لئے ہر وقت تیار رہو- جس طرح فوج [illegible]ی میں ہر وقت تیار رہتی ہے وہ گویا لڑ رہی ہے کیونکہ لڑنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہنا بھی لڑنا ہے- یہ نہیں کہ ہر وقت تلوار ہی مارتے رہو یعنی اس قانونِ الٰہی کے لئے اگر کوئی شخص مانع ہو اور روک پیدا کرے اور وہ تم سے لڑنے کے لئے تیار رہتا ہو تو تم بھی اس سے لڑنے کے لئے ہر وقت تیار رہو اور جو لوگ فطرتاً لڑنے سے عاجز ہیں ان پر زیادتی نہ کرو —— اگر زیادتی کروگے تو برکات الٰہی بند ہوجائینگی-

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمانوں کو ہر گھڑی اللہ کی راہ میں جہاد اور دشمن سے مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے-

بزرگانِ محترم! ۶ر ستمبر کی صبح کو بھارتی سورماؤں نے نہایت ہی کمینہ پن اور بزدلی کا مظاہرہ کیا اور پاکستان کی مقدّس زمین پر اچانک حملہ کر دیا- اس طرح انہوں نے سرحدی دیہات کے بعض نہتّے اور بے گناہ باشندوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا اور بزعم خویش اپنی بہادری اور فوجی برتری کا سکّہ جمانا چاہا- لیکن ہماری بہادر فوجوں نے اللہ کے بھروسہ پر اور اپنی قوتِ ایمانی کو کام میں لاتے ہوئے نہ صرف دشمنوں کے چھکّے چھڑا دیئے بلکہ مختلف محاذوں پر ۱۴۰۰ مربع میل کا علاقہ بھی فتح کر لیا- یقیناً یہ سب کچھ اللہ کی نصرت اور ہماری جانباز فوجوں کی بے پناہ قوتِ ایمانی سے ہوا اور دشمن کی چھ گنُا فوج جو فوجی سازو سامان کی فراوانی سے بدمست تھی شکست سے دوچار ہوئی- اب بھارت کی طاقت کا زعم بحمداللہ تعالےٰ باطل ہو چکا ہے اور ادارۂ اقوامِ متحدہ کے کہنے پر فائربندی ہو چکی ہے لیکن ہمیں اس "فائر بندی" کو کبھی بھی "جنگ بندی" نہیں سمجھنا چاہیئے ہمیں ہر گھڑی محتاط اور ہوشیار رہنا چاہیئے کیونکہ جس دشمن سے ہمارا مقابلہ ہے وہ ہر قسم کے اخلاقی، جنگی اور انسانی ضابطوں سے قطعی عاری ہے- وہ اگر اعلانِ جنگ کئے بغیر نہایت ڈھٹائی اور بُزدلی سے رات کی تاریکی میں ہماری سرحدوں پر حملہ آور ہو سکتا ہے اور فائر بندی کے بعد بھی دھوکے سے ہمارے بعض دیہات پر قبضہ کرنے کی کمینہ جسارت کر سکتا ہے تو آئندہ بھی اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ موقع پاکر سر اٹھانے کی کوشش کرے اور اپنی بزدلانہ اور کمینہ حرکات کا مظاہرہ کرے-

پس

اے برادرانِ عزیز! فائرنگ بند ہونے سے ہم پر غفلت طاری نہ ہونی چاہیئے- ہمیں یہ خیال بھی دل میں نہ لانا چاہیئے کہ خطرہ ٹل گیا اور بات ختم ہو گئی ہے- بلکہ ہمیں ہر وقت اور ہر لمحہ چاک و چوبند اور مستعد رہنا چاہیئے —— دشمنوں کی چالوں پر پوری نظر رکھنی چاہیئے

ہمارا اصل کام ابھی باقی ہے- کشمیر کا مسئلہ ہمیں ہر حال میں حل کروا کے دم لینا ہے- یہ مسئلہ ہمارے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا اور ہمارے کشمیری مسلمان بھائی کافروں کے چنگل سے آزاد نہیں ہو جاتے ہم سُکھ کا سانس نہیں لے سکتے اور نہ ہی آرام سے بیٹھ سکتے ہیں- پاکستان کے ہر باشندے کے لئے لازم ہے کہ وہ بھارتی سامراج سے نبٹنے کے لئے تیار رہے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے-

جہاد میں کیونکر حصّہ لیا جاسکتا ہے

برادرانِ محترم! ہر شخص جانتا ہے کہ قوم کے تین طبقے ہوتے ہیں- جن کے ذریعہ وہ ترقی کرتی اور اکنافِ عالم میں پھیلتی ہے- امراء، مجاہدین اور علماء ان تینوں کے ذمّہ جو فرائض ہیں اگر وہ انہیں باقاعدگی سے اور ایمانداری سے ادا کرتے رہیں تو قوم ترقی کے منازل طے کرتی چلی جاتی ہے- اگر ان میں سے صرف ایک اپنا فرض ادا نہ کرے

تو قوم ذلّت کے گڑھے میں جا گرتی ہے اور اگر تینوں کے تینوں طبقے اپنا فریضہ ادا کرنا چھوڑ دیں تو پھر تو قوم کی بربادی اور ذلّت یقینی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے فرائض کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے آمین!

تینوں طبقوں کے فرائض

۱۔ امراء کا فرض ہے۔ کہ وہ حق تعالےٰ شانہٗ کو راضی کرنے کے لئے اپنے مالوں کو نہایت فراخدلی کے ساتھ ضروریات جہاد میں صرف کریں اور حالات کے مطابق اپنے دفاع کے طریقوں کو سیکھیں اور ان کے خوگر بنیں۔

۲۔ مجاہدین کا فرض ہے کہ وہ حقتعالیٰ شانہٗ کو راضی کرنے کے لئے اپنی جانیں اُس کی راہ میں قربان کرنے سے قطعی دریغ نہ کریں۔ اسباب کو ضرور کام میں لائیں لیکن بھروسہ مسبّب الاسباب پر رکھیں اور اپنے جرنیلوں کی قیادت میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو جائیں۔

۳۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ بھی حق تعالےٰ شانہٗ کی رضاء کے لئے میدانِ عمل میں نکلیں۔ تعلیم و تذکیر سے امراء کو مال خرچ کرنے اور مجاہدین کو جانیں قربان کرنے کے لئے آمادہ کریں۔ خود بھی سول ڈیفنس کے قوانین اور ضابطوں سے واقفیت حاصل کریں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں علاوہ ازیں خود بھی فوجی تربیت حاصل کریں اور قوم کے ہر فرد کو فوجی تربیت حاصل کرنے کی تلقین کریں تاکہ ملّت کا ہر فرد سپاہی نظر آئے اور وقت آنے پر ملک کی ایک ایک انچ زمین کی حفاظت کر سکے۔

تینوں طبقے جاگ اُٹھے ہیں

بحمداللہ تعالےٰ موجودہ جنگ نے قوم کے تینوں طبقوں کو کافی حد تک جگا دیا ہے۔ قوم کی رگوں میں اللہ کے فضل و کرم سے حرارت ایمانی اور زندگی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ علماء ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے کے بجائے وحدت ملّت کی ترغیب دے رہے ہیں اور جہاد کی تلقین میں مگن ہیں۔ امراء اور سیاست دانوں نے اپنے اختلافات بالائے طاق رکھ دئے ہیں۔ اور وطن کی حفاظت کے لئے اللہ کی راہ میں بے دریغ روپیہ صرف کر رہے ہیں۔ دفاعی فنڈ میں معمولی معمولی کمیٹیاں بھی لاکھوں روپیہ بطور چندہ دے رہی ہیں۔ شاعر اور ادیب ملی ترانوں اور قومی نظموں سے لوگوں کے قلوب کو گرما رہے ہیں اور اس طرح ساری قوم ہی بفضلِ ایزدی زندگی کی انگڑائی لے رہی ہے۔

تاہم

ہمیں اپنی جہادی سرگرمیوں کو تیز سے تیز تر کر دینا چاہئے اور ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گذارنا چاہئے۔ کیونکہ ہندوستان کا فتنہ بہرحال ہمارے سامنے ہے اور ہمیں اُس وقت تک آرام سے نہ بیٹھنا چاہئے جب تک کہ اس فتنہ کی پوری سرکوبی نہیں ہو جاتی اور کشمیر کا مسئلہ ہماری توقعات اور عدل و انصاف کے اصولوں کے مطابق حل نہیں ہو جاتا۔

جہاد کی حقیقی غرض و غایت

جہاد کی ایک واضح اور حقیقی غرض و غایت قرآن عزیز نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمائی ہے:-

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ط (البقرہ۔ آیت ۱۹۳)

اور اُن یعنی دشمنوں سے یہانتک لڑو کہ فتنہ و فساد باقی نہ رہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا دین قائم ہو جائے۔

اس آیت مبارکہ میں یہ حکم عام کر دیا گیا ہے کہ تم فتنہ پرداز کافروں اور اسلام کے دشمنوں سے برابر جنگ کرتے رہو۔ حتیٰ کہ فتنہ و فساد سرے سے ختم ہو جائے اور کسی شخص میں اللہ کے قانون کی مخالفت، دشمنی اور خلاف ورزی کی طاقت نہ رہے۔

بزرگانِ محترم! آپ بھی یہ سمجھ لیجئے۔ کہ موجودہ حالات میں ہندوستان کے خلاف صرف فائربندی ہوئی ہے۔ اصل فتنہ ابھی ہمارے سامنے ہے۔ اور فتنہ قتل سے بھی بُری چیز ہے اس لئے ہمیں اپنی تمامتر مساعی اس فتنہ کو ختم کرنے میں صرف کرنی چاہئیں اور اُس وقت تک جہاد کو جاری رکھنا چاہئے۔ جب تک کہ بھارتی سامراج کا فتنہ نیست و نابود نہیں ہو جاتا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہماری افواج کو آئندہ بھی کامیابی و کامرانی نصیب ہو اور وُہ دشمنوں کا سر کچلتی ہوئی آگے بڑھتی ہی رہیں۔ آمین یا اللہ العالمین!

بقیہ: مجلسِ ذکر

تو ہزار کو پیٹھ نہ دکھلائیں۔ بیس اور سو دو عدد شاید اس لئے بیان فرمائے کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کے لحاظ سے "سریّہ" میں کم از کم ۲۰ اور "جیش" میں ایک سو سپاہی ہونے ہوں گے۔ اگلی آیت مدّت کے بعد اُتری۔ اُس وقت مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ اس لئے سریّہ کم از کم ایک سو کا اور جیش ایک ہزار کا ہوگا۔ دونوں آیتوں میں بیان نسبت کے وقت اعداد کا تفاوت یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگلی آیت کے نزول کے وقت مسلمانوں کی مردم شماری بڑھ گئی تھی۔

بخاری میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ گذشتہ آیت جس میں مسلمانوں کو دس گنا کافروں کے مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا حکم تھا جب لوگوں کو بھاری معلوم ہوئی تو اس کے بعد یہ آیت اُتری اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ یعنی اللہ نے تمہاری ایک قسم کی کمزوری اور سستی کو دیکھ کر پہلا حکم اٹھا لیا۔ اب صرف اپنے سے دوگنی تعداد کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا ضروری اور بھاگنا حرام ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اوّل کے مسلمان یقین میں کامل تھے اُن پر حکم ہوا تھا کہ اپنے سے دس گنا کافروں سے جہاد کریں۔ پچھلے مسلمان ایک قدم کم تھے تب یہی حکم ہوا کہ دوگنوں پر جہاد کریں۔ یہی حکم اب بھی باقی ہے لیکن اگر دو سو سے زیادہ پر حملہ کرے تو بڑا اجر ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہزار مسلمان اسّی ہزار سے لڑتے ہیں۔ غزوہ موتہ میں تین ہزار مسلمان دو لاکھ کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔ اس طرح کے واقعات سے اسلام کی تاریخ بحمداللہ بھری پڑی ہے۔ کہ فتح و نصرت ہمیشہ مسلمانوں کو ہوئی ہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی مدظلہٗ کا ماہانہ

— واہ کینٹ میں —

قسط ۶
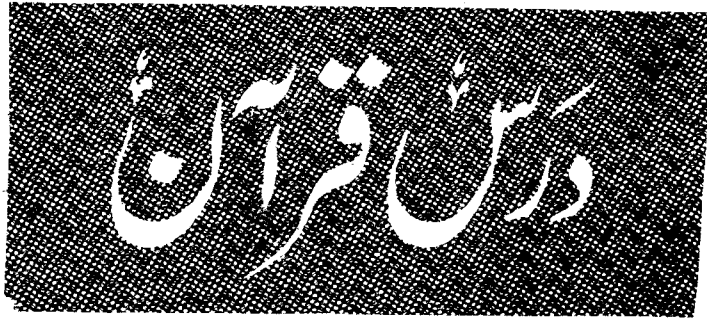
مرتبہ: محمد عثمان غنی بی۔ اے

مَیں اس پر عرض کر رہا ہوں کہ وہی رسولِ پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو اعلانِ نبوّت سے پہلے چالیس سال تک اتنے اونچے مقام کے مالک ہیں کہ عرب کے کافر بھی یہ کہتے ہیں کہ تُو امانتی ہے۔ تُو بہت سچّا ہے لیکن جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کے بعد قریشِ مکّہ کو جبلِ صفا پر اکٹھا کیا اور فرمایا کہ دیکھو وہ جو میری زندگی تھی نا تمہاری نظر میں وہ میری ایک ذاتی زندگی تھی اس وقت مَیں نے تمہاری اصلاح کی طرف تم کو بلایا نہیں تھا۔ اب مَیں آمر بالمعروف بن کر آیا ہوں اور ناہی عن المنکر ہو کر آیا ہوں۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا۔ اے مکّے والو! لا الٰہ الاّ اللہ محمّد رسول اللہ پڑھ لو تم نجات پا جاؤ گے۔ وہی محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے متعلق سب ووٹ دیتے ہیں۔ دو منٹ پہلے کہ اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اگر یہ کہہ دو کہ اس صفا پہاڑ کے دامن میں ڈاکو ہیں، چور ہیں جو مکّے والوں کو لوٹنے کے لئے آئے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ نیچے کوئی بھی نہیں۔ لیکن اگر آپؐ نے کہہ دیا تو ہم آپ کی بات مان لیں گے کیونکہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔

اتنا بڑا ووٹ دیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکّے کے کافروں نے لیکن جونہی آپؐ نے عمل کی طرف قدم بڑھایا۔ فرمایا کہ اچھا تمہاری نظر میں میرا یہ اعتماد، یہ حسنِ انتخاب، تو پھر میری ایک بات چھوٹی سی مان لو عمل کی طرف ذرا قدم اٹھاؤ۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا۔ اے لوگو! لا الٰہ الاّ اللہ کہو تم کامیاب ہو جاؤ گے انہوں نے دیکھا کہ اُفوہ یہ تو ہمیں عمل کی طرف لے جا رہا ہے تو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا ابولہب جہنمی اُس نے زبان سے بھی کہا اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر پتھر دے مارا جس سے آپؐ کی پیشانی میں زخم ہوُا اور قرآنِ کریم کی یہ سورت تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ ○ اُسی کے جواب میں نازل ہوئی۔

اچھّا جی یہ کیا اور کیوں ہوُا؟ یہ کیوں ہوُا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کی طرف قدم اٹھایا تھا اگر یوں ہی سیرت مناتے رہتے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مکّے میں جھنڈیاں باندھ دیتے، پلاؤ کی دیگیں چڑھا دیتے اور کہتے تم ناچتے بھی رہو، تم کودتے بھی رہو، شراب بھی پیتے رہو، جوُا بھی کھیلتے رہو قتل بھی کرتے رہو، بچّیوں کو زندہ درگور کرتے رہو۔ یہ کیا کرو کہ جب میری ولادت کا دن آیا کرے تو جھنڈیاں باندھ دیا کرو۔ ہم کہہ دیں گے واہ جی واہ — نعرۂ تکبیر — نعرۂ رسالت — نعرۂ حیدری اور پتہ نہیں کیا کیا لگا دیتے — لیکن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ دیکھو عمل کی طرف آؤ جب تک عمل کی طرف نہیں آؤ گے اُس وقت تک تم خدا کے بندے نہیں بن سکتے۔ جواب میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر کھانے پڑے۔ اور اگر اس کا منظر آپ نے دیکھنا ہو — مَیں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے نزدیک سب اکابر واجب الاحترام ہیں۔ لیکن جن بزرگوں کو ہم نے دیکھا ہے ہم تو اُنہی کی باتیں کریں گے نا جن کو ہم نے دیکھا ہے۔

انگریز ہندوستان میں آیا — انگریز نے خانقاہوں کو بڑی بڑی جاگیریں دیں انگریز نے مولویوں کو "شمس العلماء" کے خطاب دئیے — شمس العلماء — ایسے گذرے ہیں ہندوستان میں عالم جن کو انگریز نے کیا کہا؟ شمس العلماء یعنی عالموں کے سُورج — لیکن انگریز برداشت نہ کر سکا حسین احمد مدنیؒ کے وجود کو۔ انگریز برداشت نہ کر سکا احمد علی لاہوریؒ کے وجود کو (رحمۃ اللہ علیہما) انگریز برداشت نہ کر سکا ابوالکلام آزادؒ کے وجود کو، انگریز برداشت نہ کر سکا مفتی کفایت اللہؒ کے وجود کو۔ کیا کیا انہوں نے؟ کیا وہ مولوی نہیں تھے؟ کیا وہ عاشقِ رسولؐ نہیں تھے؟ کیا وہ پابندِ شرع نہیں تھے؟ اُن کو یہ کہتے تھے کہ یہ باطل ہے یہ کفر ہے۔ شاہ عبدالعزیزؒ نے فتویٰ دیا۔ کہ یہ ہندوستان دارالحرب ہے اور مسلمان اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔ جب تک ہندوستان سے اس کافر نظام کو، اس کافر حکومت کو نہ نکال لے۔

مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خط چھپا ۱۹۲۰ء کا — بھائی اسلام بڑا مشکل سی بات ہے ؎

چو مے گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لاالٰہ را

اقبال کا شعر ہے نا؟ اقبال کو ہم پوجتے ہیں — اقبال؟ آہا جی اقبال، آہا جی اقبال، علاّمہ کو مَیں نے پڑھا ہے جی — جی علاّمہ کو پڑھا ہے تو گھر کے اندر بھی علاّمہ کو چھوڑتے ہو کہ نہیں؟ بیٹھک کے باہر ہی علاّمہ ہے۔ علاّمہ کو ہم پڑھتے ہیں اندر نہیں چھوڑتے علاّمہ کو — علاّمہ باہر ہے اندر نہیں ہے۔ اندر کتابیں ہیں علاّمہ باہر ہے۔ علاّمہ نے جو کچھ کہا اُس پہ عمل کتنا ہو رہا ہے؟ علاّمہ نے کیا کیا کہا؟ کیا ہم عمل کرتے ہیں کسی بات پر؟ کہیں بھی نہیں۔ اُسی اقبال کا شعر ہے ؎

چو میگویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لاالٰہ را

تو ان اہل اللہ نے انگریز سے یہ کہا کہ ہندوستان کو چھوڑ دو۔ اپنے خبیث وجود کو یہاں سے نکالو تاکہ لا الٰہ الاّ اللہ محمّد رسول اللہ کا نظام رائج ہو۔ مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۲۰ء میں گرفتار تھے۔ کراچی میں

(باقی صفحہ ۱ پر)

قسط ۳

آخرت میں مغفرت دلانے والے کام کرو

محمد شفیع عمرالدین، حیدرآباد

پیشۂ آموز کاندر آخرت
اندر آید دخل کسب و مغفرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتّباع کی برکت

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥

(آل عمران - آیت ۳۱)

ترجمہ: کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ اللہ تم سے محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخشے۔

حاشیہ
حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیّر احمد عثمانیؒ

دشمنانِ خدا کی موالات و محبت سے منع کرکے بعد خدا سے محبّت کرنے کا معیار بتلاتے ہیں۔ یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے اُس کو اتباعِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے۔ سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ جو شخص جس قدر حبیبِ خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ چلتا اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعلِ راہ بناتا ہے۔ اُسی قدر سمجھنا چاہئے کہ خدا کی محبت کے دعویٰ میں سچّا اور کھرا ہے اور جتنا اس دعویٰ میں سچّا ہوگا اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا۔ جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالےٰ اس سے محبت کرنے لگے گا۔ اور اللہ کی محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتّباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی۔ گویا توحید وغیرہ کے بیان سے فارغ ہوکر یہاں سے نبوّت کا بیان شروع کیا گیا اور پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی دعوت دی گئی۔

بڑی کامیابی

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ٥ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۙ یَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۙ وَ اُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ط وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ٥

(الصف - آیت ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں آخرت کے دردناک عذاب سے نجات دے؟ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو — یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے گا — جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور پاکیزہ مکانوں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور دوسری بات جو تم پسند کرتے ہو اللہ کی طرف سے مدد ہے اور جلدی فتح۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری دے دے۔

حاشیہ
حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیّر احمد عثمانیؒ

(۱) (یاایہا الذین آمنوا) یعنی اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا تو اللہ کا کام ہے۔ لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم رہ کر اُس کے راستہ میں جان و مال سے جہاد کرو یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارا نہیں۔

دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں۔ اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں محض اس امید پر کہ اُس سے منافع حاصل ہوگا۔ اور اس طرح راس المال گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ جائے گا۔ پھر وہ بذاتِ خود اور اس کے اہل و عیال تنگدستی و افلاس کی تلخیوں سے محفوظ رہیں گے — لیکن مؤمنین اپنے جان و مال کا سرمایہ اس اعلیٰ تجارت میں لگائیں گے۔ تو صرف چند روزہ افلاس سے نہیں بلکہ آخرت کے دردناک اور تباہ کن خسارے سے مامون ہو جائیں گے۔

اگر مسلمان سمجھے تو یہ تجارت دنیا کی سب تجارتوں سے بہتر ہے جس کا نفعِ کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملے گا۔ جس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے؟

(۲) (وَ مسٰکن طیّبۃً) یعنی وہ ستھرے مکانات ان باغوں کے اندر ہوں گے۔ جن میں مومنین کو آباد ہونا ہے۔ یہ تو آخرت کی کامیابی رہی۔ آگے دنیا کی اعلیٰ اور انتہائی کامیابی کا ذکر ہے۔

(۳) (ذالک الفوز العظیم) یعنی اصلی اور بڑی کامیابی تو وہی ہے جو آخرت میں ملے گی جس کے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت کوئی چیز نہیں۔ لیکن دنیا میں بھی ایک چیز ہے جسے تم طبعاً محبوب رکھتے ہو دی جائے گی۔ وہ کیا ہے —؟ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ (اللہ کی طرف سے ایک مخصوص امداد اور جلد حاصل ہونے والی فتح و ظفر، جن میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا تعلق رکھتی ہے) دنیا نے دیکھ لیا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے ساتھ یہ وعدہ کیسی صفائی سے پورا ہوا اور آج بھی

مسلم قوم اگر سچے معنوں میں ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ پر ثابت قدم ہوجائے تو یہ ہی کامیابی اُن کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہے"۔

حاصل

یہ نکلا کہ دارین کی بھلائی اور فلاح و بہبود کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے یہ لائحہ عمل تجویز فرمایا ہے۔

۱۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ ایمان کی تکمیل تب ہوتی ہے جب قال اللہ اور قال الرسول کے مطابق زندگی بسر کی جائے اور اس دستور العمل پر پختگی کے ساتھ جما رہے۔

۲۔ اللہ تعالےٰ کے راستے میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرے۔

عبادت، تقویٰ اور اطاعت

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے آخرت کے دردناک عذاب سے نجات اور گناہوں کی مغفرت کے لئے جو دستور العمل تجویز فرمایا وہ یہ ہے۔

قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۙ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ وَ اَطِیْعُوْنِ ۙ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَ یُؤَخِّرْکُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(نوح۔ آیت ۲ تا ۴)

ترجمہ: اس (نوح علیہ السلام) نے کہا۔ اے میری قوم میں تمہارے لئے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک وقت مقرر تک ٹھرایا ہوا ہے جب آجائے گا تو اس میں تاخیر نہ ہوگی کاش تم جانتے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے (۱) اللہ تعالےٰ کی عبادت میں لگے رہنا چاہیئے۔ اس بارے میں اوّل فرض عبادات کی ادائیگی کا اہتمام رکھنا چاہیئے (۲) تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر گناہوں سے کنارہ کش ہوجانا چاہیئے (۳) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیئے اور سب حقوق اللہ اور حقوق العباد بجا لاتے رہنا چاہیئے۔

پرہیزگاری، احکام سننا اور ماننا انفاق فی سبیل اللہ

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ ؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْہُ لَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ ۙ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (التغابن۔ آیت ۱۶ تا ۱۸)

ترجمہ: پس جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرو۔ اور سنو۔ اور حکم مانو۔ اور اپنے بھلے کے لئے خرچ کرو۔ اور جو شخص اپنے دل کے لالچ سے محفوظ رکھا گیا سو وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو نیک قرض دو تو وہ اسے تمہارے لئے دگنا کر دے گا۔ اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ بڑا قدردان حلم والا ہے۔ سب چھپی اور کھلی کا جاننے والا غالب حکمت والا ہے۔

حاشیہ
شیخ التفسیر حضرت مولٰنا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ اپنی استطاعت کے مطابق تقوےٰ اور سمع و طاعت میں فرق نہ آنے پائے۔

۲۔ جو انفاق فی سبیل اللہ ہوگا اس کا کئی گنا اجر ملے گا۔ علاوہ اس کے مغفرت نصیب ہوگی۔ اللہ تعالےٰ قدردان ہے کسی کا حق تلف نہیں کرتا۔

۳۔ وہ جانتا ہے کہ کون اس کے لئے وقت اور روپیہ خرچ کر رہا ہے۔ اور مصائب اٹھا رہا ہے اور کون دوسرے اغراض پیش نظر رکھے ہوئے ہے۔

باعمل مومن

قُلْ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝ وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ (الحج۔ آیت ۴۹ تا ۵۱)

ترجمہ: کہہ دو۔ اے لوگو! میں تو صرف تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں پھر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے پست کرنے میں کوشش کی وہی دوزخی ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا سے صاف الفاظ میں آگاہ کرنے والے ہیں کہ کفّار دوزخ میں جائیں گے اور مومن بہشت میں جائیں گے۔ جو ایمان لے آئیگا اور عمل صالح بجا لاتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے گا اور اسے جنّت میں داخل کرے گا۔ وہاں اسے عزت کی روزی ملے گی۔ جو قرآن مجید اور اس کی عملی شرح حدیث شریف کے احکام کو جھٹلانے میں تگ و دو کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔

صابر اور نیکوکار

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَۃً ثُمَّ نَزَعْنٰھَا مِنْہُ ۚ اِنَّہٗ لَیَئُوْسٌ کَفُوْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰہُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْہُ لَیَقُوْلَنَّ ذَھَبَ السَّیِّاٰتُ عَنِّیْ ؕ اِنَّہٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝

(ہود۔ آیت ۹ تا ۱۱)

ترجمہ: اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا کر پھر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ ناامید ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر مصیبت پہنچنے کے بعد نعمتوں کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میری سختیاں جاتی رہیں۔ کیونکہ اترانے والا شیخی خورہ ہے مگر جو لوگ صابر ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے

حاشیہ
شیخ الاسلام حضرت مولانا شبّیر احمد عثمانی رح

یعنی اب تو کہتے ہیں۔ عذاب کہاں ہے، کیوں نہیں آتا۔ لیکن آدمی بودا اور تھڑدِلا اتنا ہے کہ اگر چند روز اپنی مہربانی سے عیش و آرام میں رکھنے کے بعد تکلیف میں مبتلا کر دے تو پچھلی

مہربانیاں بھی بھلا دیتا ہے اور ناامید ہو کر آئندہ کے لئے آس توڑ بیٹھتا ہے۔ گذشتہ پر ناشکری اور آئندہ سے مایوسی یہ ہی اس کی زندگی کا ماحصل ہے۔ یعنی مصیبت کے بعد اگر خدا آرام و آسائش نصیب کرے تو سمجھتا ہے کہ گویا اب ہمیشہ کے لئے مصائب و تکالیف کا خاتمہ ہو چکا۔ پچھلی کیفیت کبھی لوٹ کر آنے والی نہیں۔ اُس وقت غافل و مغرور ہو کر شیخیاں مارتا اور اتراتا پھرتا ہے۔ حالانکہ چاہیئے تھا کہ پچھلی حالت یاد کر کے خدا کا شکر ادا کرتا اور اس کے احسان کے سامنے جھک جاتا۔

یعنی جو حال اوپر عام انسانوں کا بیان ہوا۔ اس سے اللہ کے وہ بندے مستثنیٰ ہیں جو تکلیف و مصیبت کا مقابلہ صبر و استقامت سے کرتے اور امن و راحت کے وقت شکرگذاری کے ساتھ عمل صالح میں مستعدی دکھاتے ہیں ایسے اولوالعزم وفاداروں کی جماعت ہی عظیم الشان بخشش و انعام کی مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝ (الملک۔ آیت ۱۲)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اُن کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔

مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِۣ ۙ ادْخُلُوْھَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ (ق۔ آیت ۳۳۔۳۴)

ترجمہ: جو کوئی اللہ سے بن دیکھے ڈرا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔ اس میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ ہمیشہ رہنے کا دن یہی ہے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ۝ (البینۃ۔ آیت ۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو گا وہ قرآن مجید کی نصیحت سے فائدہ حاصل کرے گا۔

فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی ۝ سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی ۝ (اعلیٰ۔ آیت ۹۔۱۰)

ترجمہ: پس آپ نصیحت کیجئے اگر نصیحت فائدہ دے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ جلدی سمجھ جائے گا۔

دُعا

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (التحریم آیت ۸)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر۔ اور ہمیں بخش دے۔ بے شک تُو ہر چیز پر قادر ہے

آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ: مجلس ذکر صفحہ ۶ سے آگے

آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنگ جیتی گئی ہے۔ ہمارا اٹھنا، بیٹھنا، لین دین سب کاروبار تقریباً اسلام کے خلاف تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم نام کے مسلمانوں پر بھی بے انتہا رحمتیں کیں۔ اور برکتیں نازل فرمائیں اور ہمیں دشمن کے ناپاک ارادوں سے محفوظ رکھا اور دشمن کو ذلیل و خوار کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ ہم اس کو غنیمت جانیں ہمیں چاہیئے کہ ہم آئندہ گناہوں سے باز آجائیں۔ جس طرح اب فلمی گانوں کو ترک کیا ہے۔ ان کو اسی طرح ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیں۔ ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہیں کیونکہ ہمارا دشمن نہایت مکار اور دھوکہ باز ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور امداد پر مکمل بھروسہ ہونا چاہیئے انشاء اللہ فتح و نصرت ہماری ہوگی۔ ہمیں موت سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ موت تو ہر صورت میں آنی ہی آنی ہے۔ میدانِ جنگ میں سینہ پر گولی کھانا بہادری ہے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا بزدلی ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے فوجیوں کے حوصلے اور بلند فرمائے اور ہمیں بھی ان کی راہ پر چلنے کی سعادت بخشے۔

وفات کے وقت حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رو پڑے اور فرمایا کہ میں ہمیشہ دعا کرتا رہا کہ یا اللہ مجھے میدانِ جنگ میں شہادت کی موت آئے۔ میں اپنے جسم کا ایک ایک حصہ تیرے نام پر قربان کر دوں لیکن میری یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ آج مجھے اس چیز کا غم ستا رہا ہے اس لئے رو رہا ہوں۔ حضرت شیخ الہندؒ سب بڑے بڑے علماء کے استاد تھے۔ حضرت مدنیؒ، حضرت لاہوریؒ اور دیگر موجودہ بڑے بڑے علماء سب انہی کے شاگرد ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جہاد کا جذبہ اور شوق نصیب فرمائے اور موتِ محمود عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: اداریہ

کی مدد فرمائے۔ لیکن ایک نادان دوست نے دیکھا کہ اس کے دوست لڑ پڑے ہیں۔ اس نے ایک کے ہاتھ پکڑ کر کہا سعدیؒ جو کہتا ہے کہ حقیقی دوست وہ ہے جو دوست کے ہاتھ پکڑے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اقوام متحدہ کے دوست ہمارے ہاتھ پکڑ رکھیں اور بھارت تیاری میں مصروف رہے۔ اگرچہ وہ تیاری کے باوجود مجاہدین کا حوصلہ اور جرأت کہیں سے نہیں خرید سکتا۔

بقیہ: درسِ قرآن

جب ہمارے ہاں چھوٹے چھوٹے بچے آپ میں سے اکثر دوستوں کو یاد ہوگا سکولوں میں اُس وقت کتابیں رائج تھیں اُن کتابوں میں ایک دُعا تھی۔ "خدا سلامت رکھے شہنشاہ جارج پنجم کو"۔ (GOD SAVE THE KING) یہ ہم بچے سکولوں میں پڑھتے تھے۔ اس وقت ہماری قوم کے بچے سکول میں کیا پڑھتے تھے؟

"خدا سلامت رکھے شہنشاہِ جارج پنجم کو"

جلسہ ملتوی

مدرسہ قاسم العلوم ڈیرہ غازیخان کا سالانہ جلسہ بوجہ ہنگامی حالات ملتوی کر دیا گیا ہے واضح ہو کہ یہ جلسہ ۸/۹/۱۰/۱۱ اکتوبر کو ہو رہا تھا

(مہتمم مدرسہ)

دعائے صحت

ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی طبیعت چند روز سے علیل ہے قارئین کرام ان کے لئے دعا فرمائیں

(ادارہ)

بچوں کا صفحہ

ماں باپ کی خدمت

[illegible]ظ محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل بہاولپور

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ كِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ہ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ہ

(پارہ ۱۵ - رکوع تیسرا شروع)

ترجمہ: اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو۔ اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جُھکے رہو اور کہو۔ اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اسی طرح تُو بھی ان پر رحم فرما۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ایک دفعہ تین آدمی کہیں جا رہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ وہ تینوں ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہُوا کہ بارش اور طوفان کی وجہ سے غار کے منہ پر ایک بہت بڑا پتھر آ گرا۔ جس سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب یہ تینوں بڑے گھبرائے اور پریشان ہوئے۔ بڑی سوچ بچار کے بعد اُن میں سے ایک بولا کہ ہم تینوں ایک ایک ایسا نیک عمل خدا کے پیش کریں۔ شاید اللہ تعالےٰ اُس کی برکت سے مصیبت ٹال دے۔

اُن میں سے ایک نے کہنا شروع کیا۔ کہ اے اللہ تعالےٰ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے۔ مَیں روزانہ بکریاں چرا کر واپس آتا تو پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ پلاتا اس کے بعد اپنے بچّوں کے پاس جاتا۔ ایک دن مَیں گھر دیر سے آیا تو میرے ماں باپ سو چکے تھے۔ اور میرے بچّے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے۔ مَیں نے بچّوں کی پروا نہ کی اور ماں باپ کے سرہانے کھڑا رہا۔ جب صبح میرے والدین بیدار ہوئے۔ تو پہلے مَیں نے اپنے والدین کو دودھ دیا اور پھر بچّوں کو پلایا۔ یہ کام مَیں نے صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا اس لئے تُو اِس نیک عمل کی برکت سے یہ آفت ٹال دے۔ کہتے ہیں کہ پتھر ⅓ حصّہ ہٹ گیا اور جب دوسرے اور تیسرے ساتھی نے بھی ایسا ہی نیک عمل پیش کیا تو پتھر کافی ہٹ گیا اور وہ تینوں نکل گئے۔ سچ ہے۔ خداوند کریم والدین کی خدمت اور نیکی کا بدلہ اِس طرح دیتے ہیں۔ اور سنئے:-

ہم ماں باپ کے احسان کو کبھی نہیں چکا سکتے۔ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اپنی والدہ سے کہا۔ کہ اے والدہ صاحبہ! میرے خیال میں مَیں آپ کا حق ادا کر رہا ہوں اور امید ہے کہ آپ مجھ پر خوش ہوں گی۔ کیونکہ مَیں آپ کا ہر حکم بجا لاتا ہوں۔ ماں نے کہا۔ "بیٹا! ابھی تک تو تم نے میرے ایک احسان کا بدلہ بھی نہیں اتارا۔" بادشاہ حیران ہُوا۔ ماں نے کہا۔ "بیٹا! رات آنے دو پھر بتاؤں گی۔" چنانچہ رات کو ماں نے بیٹے کا بستر اپنے نزدیک لگوایا اور اوپر تھوڑا سا پانی چھڑک دیا۔ سردی کا موسم، ٹھنڈا بستر۔ بھلا بادشاہ کو نیند کیسے آتی۔ ساری رات کروٹیں بدلتا رہا۔ اور ہائے ہائے کرتا رہا۔ ماں بھی دیکھتی رہی۔ جب بہت تنگ پڑ گیا۔ تو بولی۔ دیکھا بیٹا! تُو ایک ہی رات میں تنگ آ گیا ہے اور گیلے بستر پر نہیں سو سکا مگر مَیں کئی سال تک راتوں کو تیری خاطر جاگتی رہی ہوں۔ جب تُو پیشاب کر دیتا تو تجھے دوسری طرف سُوکھی جگہ لِٹا دیتی۔ اور اگر تُو دوسری طرف بھی پیشاب کر دیتا، تو چھاتی پر لِٹا لیتی اور آپ گیلی جگہ پڑی رہتی۔ بھلا تُو کس طرح میرا حق ادا کر سکتا ہے —— نیک دل بادشاہ شرمندہ ہُوا اور معافی مانگی۔

بچو! ہمیں اپنے والدین کو غنیمت جاننا چاہئے اور ان کی خوب خدمت کرنی چاہئے ؎

سب سے بڑی سعادت ماں باپ کی ہے خدمت
سب سے بڑی عبادت ماں باپ کی ہے خدمت

ان کا حق کبھی ادا نہیں ہو سکتا — ان کی خدمت کر کے دعائیں لینی چاہئیں۔ اگر غلطی ہو جائے تو ادب سے معافی مانگنی چاہئے اس میں ہمارا بھلا ہے۔

سلام بحضور خیر الانام

صلی اللہ علیہ وسلم

سلام اس پر کہ جس نے کلمۂ توحید سکھلایا
سلام اس پر کہ جس نے شرک کو ممنوع فرمایا

★

سلام اس پر کہ جس نے قوتِ طاغوت کی پارا
سلام اس پر کہ جس نے حق کو دنیا میں کیا بالا

☆

سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں پر نظرِ رحمت کی
سلام اس پر کہ دی تعلیم جس نے مہر و رافت کی

★

سلام اس پر کہ جس کا تذکرہ ہے سب صحائف میں
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھائے شہر طائف میں

☆

سلام اس پر کہ جو معروف تھا صدق و امانت میں
سلام اس پر کہ جو مشہور تھا جود و سخاوت میں

★

سلام اس پر کہ جس کی ابنِ مریمؑ نے بشارت دی
سلام اس پر کہ سنگریزوں نے شہادت دی

☆

سلام اس پر جو بن کے رحمۃ للعالمین آیا
سلام اس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا

★

کفیل الرحمٰن دیوبند

۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۵ء

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳؍مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱-۲۴ مورخہ ۷؍ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴-اگست سنہ ۱۹۶۴ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا